ایسے لوگ ہوں گے جو قصداً آئے ہوں گے اور کچھ مجبوری سے آئے ہوں گے، اور مسافر بھی ہوں گے؛ لیکن یہ سب ایک بارگی ہلاک ہو جائیں گے، پھر (قیامت کے روز) ان کی نیتوں پر اللہ اٹھائیں گے۔" [مسلم فتن اشراط الساعة باب الخسف بالجيش الذى يؤم البيت]

کبھی صرف ظالموں کو عذاب الٰہی گھیر لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ اس کا ظلم ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۞﴾ [البقرة: ٥٩] "پھر اتارا ہم نے ظالموں پر عذاب آسمان سے ان کی حکم عدولی پر۔" معروف تابعی مجاہد، قتادہ، حسنؒ وغیرہ اس آیت کے تحت کہتے ہیں: "قرآن مجید میں جہاں (رجز) کا لفظ آیا ہے اس سے مراد عذاب ہے۔" [ابن كثير] ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۞﴾ [يونس: ١٣] "اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے، حالانکہ لائے تھے ان کے پاس رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے، یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو۔" ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۞﴾ [١١/ ١٠٢] "اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے، شدت کی۔"

اس قسم کی آیات بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ جن میں عذاب الٰہی کے نزول کی وجہ ظلم و سرکشی کو قرار دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے بھی ظلم کی مذمت، اس سے منع اور اس کے بُرے عواقب سے امت کو مکمل طور پر آگہی دی: "إنّ الله يملي الظالم حتى إذا أخذه لم يفلته، ثم قرأ ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۞﴾ الآية [بخاری، مسلم عن ابی موسیٰ] "بیشک اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی پکڑ کرتا ہے تو چھوڑتے نہیں، اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جو وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں وہ (بستیاں) ظالم ہوتی ہیں۔"

مولانا محمد علی حیدریؒ

عبدالرحیم روزی

مختصر شجرہ نسب: محمد علی بن اسماعیل بن حیدر قوم حیدر پا، پلا وا محلہ ژھین موضع غواڑی ضلع گنگ چھے بلتستان ۔ دادا حیدر کی نسبت سے حیدری تخلص کرتے تھے۔ آپ ۱۹۵۵ء موافق ۱۳۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا اکلوتا بیٹا تھا، اور آپ کی ایک ہی بہن تھی۔

آپ نے ہوش سنبھالتے ہی بلتستان کی معروف اور قدیم درسگاہ دارالعلوم بلتستان غواڑی میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا یونس اسماعیل گینتھاؒ، مولانا عبدالرحیم بن سلطان علیؒ، مولانا احمد سعیدؒ، مولانا محمد حسن اثریؒ وغیرہ شامل ہیں۔

کچھ سال پڑھنے کے بعد حسب معمول مدارسِ پنجاب کا رخ کیا۔ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے ۱۳۹۵ھ موافق ۱۹۷۵ء میں کلاس رابعہ ثانویہ سے فارغ ہوئے۔ جامعہ سلفیہ میں مولانا حیدری کے اساتذہ مولانا حسن راشد کریسی (مقیم برطانیہ)، شیخ امان جامی، شیخ علی مشرف، شیخ مصطفیٰ، شیخ اسماعیل یمنی، اور شیخ الحدیث مولوی محمد صدیق کرپالویؒ تھے۔

آپ، مولانا جابر عزیز براہوی، مولانا عبدالواحد عبداللہ اور مولانا محمد ابراہیم فضلی مندرجہ بالا اساتذہ کی خوب خدمت کرتے تھے۔ چنانچہ ان عرب شیوخ نے ان طلباء کو مدینہ یونیورسٹی پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جامعہ سلفیہ میں مولانا حیدری کے ساتھی حافظ عبدالحمید کریسی (مقیم شارجہ)، شیخ عبدالکریم سالک کوروی (مقیم عجمان) اور مولانا امین عبداللہ بلغاری وغیرہ تھے۔ یہ باتیں آپ کے ایک ہمعصر اور دو کلاس پیچھے کے ساتھی مولانا جابر عزیز براہوی حفظہ اللہ نے بتائیں۔

اس کے بعد دارالعلوم بلتستان غواڑی لوٹ کر آخری کلاس میں پڑھنے لگا۔ جہاں سے ۱۹۷۸ء میں بتقدیر **جید** فراغت پائی۔ اس بار آپ نے درج ذیل اساتذہ کرام کے پاس علمی خوشہ چینی کی: شیخ الحدیث مفتی اعظم عبدالقادر یوگویؒ، نائب شیخ الحدیث عبدالرشید عبدالملک ندویؒ، مولانا عبدالقادر رحمانی بلغاری، شیخ عبدالوہاب حنیفؒ، شیخ عاصم عبداللہ اردنی، جبکہ ساتھیوں میں مولانا عبدالرحیم عمر اور مولانا عبدالسلام محمد علی قابل ذکر ہیں۔

۱۹۷۹ء میں مدینہ یونیورسٹی کلیۃ الحدیث الشریف میں داخلہ ملا۔آپ اور مولانا عبدالواحد عبداللہ، مولانا نذیر بلغاری مولانا عبدالرحیم عمروہ سرخیل گروہ ہیں، جنہیں دارالعلوم سے مدینہ یونیورسٹی میں سب سے پہلے داخلہ ملا۔ چار سال ممتاز عرب شیوخ سے جدید انداز میں پڑھنے کا موقع ملا۔اور ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۴۰۳ھ میں بدرجہ **جید** فراغت پائی۔

آپ کی فراغت کے سال حافظ عبدالحمید کریسی کلیۃ القرآن سے، شیخ محمد انور ولد محمد یعقوب اور مولانا عبدالکریم اظہر یوگوی مرحومین کلیۃ الدعوۃ سے، مولانا عبدالکریم سالک اور مولانا یحیٰی عبدالرزاق کلیۃ الشریعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔اور علاقہ بلتستان کے لیے بیک وقت اجلاء علماء کی ایک کھیپ تیار ہوئی۔

جامعہ اسلامیہ میں حیدری مرحوم کے اساتذہ میں کلیۃ الحدیث کے وکیل الشیخ محمود احمد عبدالمحسن تھے، جنہوں نے آپ کو حسنِ اخلاق کی سرٹیفکیٹ عطا فرمائی تھی۔ دیگر اساتذہ میں معروف سکالر ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی، الشیخ عبدالوکیل مصری، شیخ سعد ہاشمی عراقی اور عبدالفتاح عشماوی وغیرہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم جونہی فارغ ہوئے، انہی ایام میں ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ اور مدیر التعلیم مولانا عبدالوہاب حنیفؒ بغرض فراہمی چندہ' مدینہ منورہ جامعہ اسلامیہ پہنچے ہوئے تھے۔ دونوں نے ہم تینوں: بندہ، مولانا یحیٰی سیف اور مولانا انور یعقوبؒ کو اصرار کیا کہ آپ تینوں کی دارالعلوم کو اشد ضرورت ہے۔ اس وقت حج کے ایام قریب تھے۔ دونوں شیوخ نے ہمیں آخری حج بھی کرائے بغیر تعاقد کے لیے اپنے ساتھ اِدھر اُدھر گھماتے پھراتے رکھا اور ہم دارالعلوم بلتستان غواڑی پہنچ گئے۔ جبکہ اسی سال فارغ ہونے والے دیگر ساتھیوں نے خلیجی ممالک میں جانے کو ترجیح دی۔ **وللناس فیما یعشقون مذاھب.**

جماعتی وعلاقائی ذمہ داریاں: آپ نے بلتستان پہنچ کر دین حنیف اور موضع غواڑی کے لیے جلیل القدر خدمات سرانجام دیں۔ جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱۔ **تدریس وتعلیم:** آپ بہترین، ہونہار اور محنتی مدرس کے طور پر معروف تھے۔ دارالعلوم کے طلباء وطالبات کو جامع ترمذی، صحیح مسلم، شرح عقیدہ واسطیہ، تفسیر قرآن کریم وغیرہ پڑھاتے تھے۔ کچھ سال مدرسہ تعلیم القرآن ژھین میں نونہالوں کو تعلیم وتربیت دی۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ایک دن میں دونوں جگہ تدریسی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ اور ہر دلعزیز استاد تھے۔ تابعداری واطاعت شعاری آپ کا طغرائے امتیاز تھی۔

۲۔ آپ مجلس شوریٰ ومجلس عاملہ کے رکن تھے۔ان دونوں مناصب پر تا حیات فائز رہے۔

۳۔ اپنے محلّہ کی مسجد میں آپ امام پنجگانہ اور مسئول تھے۔ جہاں دروس دیتے اور قطب الرحیٰ تھے۔آپ کی کوششوں سے پرانی چھوٹی مسجد ۱۹۹۸ء میں سہ منزلہ بڑی اور عالیشان طرز پر تعمیر کی گئی۔نیز مدرسہ کو خوبصورت طرز پر بنایا گیا۔

۴۔ صدر پاکستان وچیف مارشل لاءایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحقؒ کی ہدایت پر آپ کو محلّہ مذکورہ میں ناظم صلاۃ مقرر کیا گیا تھا۔جس پر آپ کو''اعزازی تقرر نامہ'' بھی ملا ہوا تھا۔یہ تقرر نامہ مارشل لاءاینڈ منسٹریٹر گلگت بلتستان صفدر علی خان کے دستخط پر ۱۴اگست ۱۹۸۴ء کی تاریخ پر عنایت کیا گیا تھا۔

۵۔ آپ اپنے محلّہ کے جملہ عوامی ودیہی امور کے مسئول تھے۔آپ کے مشورے اور زیر نگرانی امور دیہہ طے پاتے تھے۔اور موضع غواڑی کے سربراہی اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد کافی ہے۔جن میں ڈاکٹر پروفیسر اسماعیل محمد امین،ڈاکٹر پروفیسر حبیب الرحمٰن، ڈاکٹر پروفیسر بشیر الرحمٰن حنیف،مولانا عبدالقادر عبدالواحد ایم اے،مولانا سلیم اللہ عابد عبدالباقی،لیکچرر حافظ محمد ابراہیم سلطان محمد،مولانا محمد حسین سیز میکی،مولانا احمد علی ابراہیم اور مولانا محمد علی تھلوی عرف بواملا وغیرہ ہیں۔

سانحہ وفات: آپ کو بلڈ پریشر اور ہارٹ کی شکایت تھی۔اور بار بار اس کا علاج ہوتا رہتا تھا۔آخری بار جب آپ حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوامی بھیڑ بکریوں کا گلہ پہاڑ پہ لے جا رہے تھے۔''بوردا'' نامی علف زار میں پہنچتے ہی اچانک طبیعت خراب ہوئی اور جلد گھر پہنچائے گئے۔چونکہ آپ کی زندگی کے ایام پورے ہو چکے تھے۔لہٰذا اس بار جانبر نہ ہو سکے اور مؤرخہ ۲۹ مارچ ۲۰۰۵ء کو آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی اور ژھین قبرستان میں ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

آپ کی وفات پر ژھین کے بلا امتیازِ مذہب ہر ایک کی آنکھیں اشکبار تھیں۔اور سب کا تأثر یہ تھا کہ ہمارا گھنا سایہ سر سے اٹھ گیا۔قوم کو ایسا دردمند شخص دوبارہ نہیں مل سکتا۔

لمثلِ هذا يذوبُ القلبُ مِن كمَدِ

ازواج واولاد: آپ نے پسماندگان میں ایک بیوہ،ایک بہن،دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔بیٹے مولانا محمد سلیم اور محمد نسیم ہیں۔محمد سلیم صاحب دارالعلوم غواڑی کے فارغ التحصیل عالم،مدرسہ تعلیم القرآن ژھین کے مدرس،محلّہ ہذا

کے سرکردہ، رضا کار، خادم اور صاحب ہنر شخص ہے۔ جبکہ محمد نسیم عصری علوم کے فاضل ہیں۔

حلیہ و اوصاف: مولانا حیدری مرحوم میانہ قد، بیضوی چہرہ، سانولہ رنگ، خشخشی داڑھی، مضبوط باڈی، ستواں ناک، کشادہ پیشانی اور کھلی آنکھ کے مالک تھے۔ آپ کی جھلک آپ کے بڑے بیٹے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مولانا حیدری کے گونا گوں اوصاف: آپ عوام کے بے لوث خادم، ریفارمر اور مصلح شخص تھے۔ اپنے محلّہ کا سارا نظم و نسق آپ کے ذمہ تھا۔ اور آپ چکی کا قطب بن کر لوگوں کو چلاتا تھا۔ جود وسخا میں سے خوب حصہ ملا ہوا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ بہت سے ضرورتمندوں کے لیے آپ رضائے الٰہی کی خاطر تعاون کرتے تھے۔ آپ کا مشاہرہ قلیل رہا، مگر کبھی اس کے شاکی نہیں تھے؛ بلکہ قناعت پسند، کفایت شعار تھے۔ غریبوں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ کی گھریلو حالت مستحکم تھی۔ والد گرامی گورنمنٹ پنشنر تھے۔ صبر وتحمل آپ کا ہی خاصہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ کو اس وصف میں ضرب المثل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

آپ کوئی ولولہ انگیز خطیب تو نہ تھے، مگر ضرورت کی جگہوں پر جچے تلے لہجہ و اسلوب میں دلچسپ و دلنشین باتیں کرتے تھے۔ کبھی آپ علماء کو اپنی مسجد لے جاتے اور درس دلواتے، پھر سوال و جواب کی نشست منعقد ہوتی۔ آپ ظریف الطبع ایسے تھے کہ دوستوں یاروں کی محفل میں یادگار ظریفانہ اور گدگدانے والے مزاح کرتے تھے۔

راقم کے شاگرد فاضل حمید اللہ محمد حسن اثری (طالب علم ایم اے جامعہ محمد بن سعود ریاض) نے آپ سے لیے ہوئے انٹرویو میں لکھا ہے کہ تقریباً ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے کہ "میں اور مولانا محمد انور یعقوب سالانہ تعطیلات گزارنے جامعہ اسلامیہ سے پاکستان جا رہے تھے، جدہ ایئرپورٹ سے مولانا محمد انور غلطی سے استنبول جانے والے جہاز میں جا سوار ہوئے۔ اِدھر پاکستان روانہ ہونے والے جہاز کا عملہ ایک سیٹ خالی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ دوسری طرف استنبول جانے والے جہاز کا عملہ ایک سیٹ ناکافی دیکھ کر پریشان رہ گئے۔ بالآخر عقدہ کھلا کہ مولانا محمد انور پاکستان کے بجائے ترکی جانے والے جہاز میں جا بیٹھے تھے۔ یہ معمہ آدھا گھنٹہ بعد حل ہوا، اور اللہ کا بندہ اپنی سیٹ پر پہنچ گیا۔ کراچی پہنچ کر اسلام آباد پرواز کرنے والے جہاز میں میرا OK پہلے ہوا، تو میں نے ازراہِ تفنن یہ جملہ داغا: "ہم چلے، تم جلے" یہ سن کر مولانا انور خشمگین نظروں سے مجھے گھورنے لگے۔"

جو صفت آپ کو نمایاں کرنے اور دوام بخشنے والی تھی وہ آپ کا اخلاق حسنہ اور حکمتِ عملی تھی، جو دعوتِ دین دینے